**Editorial** اداریہ

# شکرانہ کا مقطع

گرمی تو گرمی ہے، خدا کی پناہ، خصوصاً ُنارٗ سے، لیکن دنیا کی گرمی سے پناہ مانگنا نہ چاہئے۔ یہ گرمی باران رحمت کا پیش خیمہ ہی نہیں، سبب بھی ہوتی ہے۔ ہم تو ذرا سی گرمی سے ابل جاتے ہیں، تھوڑی سی بارش سے اوب جاتے ہیں۔ اس میں ُنعمت' نہیں دیکھ پاتے ہم جو ناشکرے ٹھہرے۔ گرمی سے ابال اور نفسیاتی جمود اور ان دونوں کی پیداوار فکری انحراف پر گذشتہ مہینے کچھ بات ہوئی تھی۔

اس سلسلہ کے خاص مقالہ ُعیسوی تبصرہ' کا دوسرا اور آخری حصہ ہمارے اس شمارہ کا ُصدر محفل' ہے۔ یہ تو اپنی جگہ، بات کچھ آگے بھی بڑھنا چاہئے۔ ہم عجیب طرح کے ناشکرے ہیں، گرم ہو تو ابل کر ٹھنڈک مانگتے ہیں اور سرد ہو تو جم کے تاپ کی چاہ پالتے ہیں۔ ہمیں نہ اس کروٹ چین، نہ اس کروٹ چین۔ ہاں ہمارا شاعر یہاں تک تو کہتا ہے؂

مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

ُآسانی' کے آگے شکرانہ کا مصرع نہیں لگاتا۔ (شکر کو قطعہ بند نہیں کر پاتا) تاریخ میں کچھ سہی مگر ایسے انسانی نفوس ملتے ہیں جنہوں نے مشکلوں کے مطلع پر شکرانہ کا مقطع لگایا اور وہاں جہاں صبر و ثبات کی نظم بھی مشکل کیا محال تھی۔ ظاہر ہے، یہ وہ محیر العقول کارنامہ تھا جس پر تاریخ کو غش آگیا یہاں یہ بھی نہ بھولنا چاہئے کہ بے انتہا مصائب کی بے پناہ گرمی اور طرح طرح کی گرمیوں کے لامتناہی شدائد اور اوپر سے انسانی پیکر کے درندوں کی سرد مہری کا ابال، وبال اور بوال۔۔۔ ان سب کے سامنے وہ شکرانہ کے خالق اٹل، اڈگ۔ اب تو یہ اجاگر ہوگیا ہوگا کہ یہ ُشکرانہ کے مقطع ساز ناظم کوئی اور نہیں وہی بہتر نفوس۔ اب یہ ان کے کارنامہ کی اثر اندازی تھی یا انسانیت کے انفاس کی پذیرائی کہ ان کے کارنامہ کی اپیل عالمی بین الاقوامی ہوئی۔ ہمارے شمارے میں شامل قابل قدر و تحسین مضمون ُانسان کامل ہندو نقطہ نظر سے'' (از پنڈت چندر کا پرساد ُجگیاسو') اور ایک مثنوی اور ایک مرثیہ۔

آگے دعا ہے، ہمارا یہ شمارہ ناظرین کی جسمانی اور روحانی صحت اور ذوق و نظر کے بہترین لمحات میں پہنچے گا۔

م۔ر۔عابد